ابنِ ابی قحافہ کی مثال فرشتوں میں میکائیل کی مانند ہے (الحدیث)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

غزوۂ بنو قریظہ، صلح حدیبیہ، سریہ ابوبکر بطرف بنوفزارہ، سریہ ابوبکر بطرف نجد اور غزوۂ فتح مکہ کا تذکرہ

دیکھو عمر! سنبھل کر رہو، رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دینا کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہرحال سچا ہے (صدیقِ اکبرؓ)

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ 04؍فروری2022ء بمطابق 04؍تبلیغ 1401 ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج کل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے اور بعض غزوات کا بھی ذکر ہوا تھا۔ غزوۂ بنو قریظہ ایک غزوہ تھا۔ واقدی نے غزوۂ بنو قریظہ میں شامل افراد کے نام درج کیے ہیں جس کے مطابق قبیلہ بنو تیم میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ بھی غزوۂ بنو قریظہ میں شامل ہوئے تھے۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد دوم صفحہ ۴، غزوة بنی قریظة، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۳ء)

عبد الرحمٰن بن غنمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہؐ! لوگ اگر آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو ان میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہو گی۔ پس آپؐ وہ حلّہ زیب تن فرمائیں جو حضرت سعد بن عبادہؓ نے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنیں تا کہ مشرکین آپؐ پر خوبصورت لباس دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں ایسا کروں گا۔ اللہ کی قسم!

اگر تم دونوں میرے لیے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ
تو میں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کرتا

اور میرے رب نے میرے لیے تمہاری مثال ایسی ہی بیان کی ہے جیسا کہ اس نے ملائک میں سے جبرائیل اور میکائیل کی مثال بیان کی ہے۔ جہاں تک ابنِ خطاب ہیں تو ان کی مثال فرشتوں میں سے جبرائیل کی سی ہے۔ اللہ نے ہر امّت کو جبرائیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور ان کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوح کی سی ہے جب انہوں نے کہا رَبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا (نوح:27) اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔ اور

ابنِ ابی قحافہ کی مثال فرشتوں میں میکائیل کی مانند ہے

یعنی حضرت ابو بکرؓ کی مثال۔ جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو ان لوگوں کے لیے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں اس کی مثال حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہے جب انہوں نے کہا فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (ابراہیم: 37) پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم دونوں میرے لیے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میں مشورہ میں تم دونوں کے خلاف نہیں کروں گا۔ لیکن تم دونوں کی حالت مشورے میں کئی طرح کی ہے جیسے جبرائیل اور میکائیل اور نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے۔

(کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۰ کتاب الفضائل، فضائل الصحابہ روایت نمبر ۳۶۱۳۲ دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۴ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

بنو قریظہ کا محاصرہ

کیا ہوا تھا تو اس حوالے سے ایک روایت میں مذکور ہے۔ عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے سعد! آگے بڑھو اور ان لوگوں پر تیر چلاؤ۔ میں اس حد تک آگے بڑھا کہ میرا تیر اُن تک پہنچ جائے اور میرے پاس پچاس سے زائد تیر تھے جو ہم نے چند لمحوں میں چلائے گویا ہمارے تیر ٹڈی دَل کی طرح تھے۔ پس وہ لوگ اندر گھس گئے اور ان میں سے کوئی بھی جھانک کر باہر نہ دیکھ رہا تھا۔ ہم اپنے تیروں کے متعلق ڈرنے لگے کہ کہیں وہ سارے ہی ختم نہ ہو جائیں۔ پس ہم ان میں سے بعض تیر چلاتے اور بعض کو اپنے پاس محفوظ رکھتے۔

حضرت کعب بن عَمْرو مَازِنِیؓ بھی تیر چلانے والوں میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس روز جتنے تیر میرے ترکش میں تھے وہ سارے چلائے یہاں تک کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو ہم نے ان لوگوں پر تیر چلانا بند کر دیے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تیر اندازی کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلح تھے اور گھڑ سوار آپؐ کے اردگرد تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا تو ہم اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ آئے اور ہم نے رات گزاری۔ اور ہمارا کھانا وہ کھجوریں تھیں جو حضرت سعد بن عُبادہؓ نے بھیجی تھیں اور وہ کھجوریں کافی زیادہ تھیں۔ ہم نے رات ان کھجوروں میں سے کھاتے ہوئے گزاری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا گیا کہ وہ بھی کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کھجور کیا ہی عمدہ کھانا ہے۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد دوم صفحہ ۶، غزوة بنی قریظة، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۳ء)

حضرت سعد بن معاذؓ نے جب بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور فرمایا کہ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تُو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش کے ساتھ کوئی اَور جنگ مقدر کر رکھی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا

ہے تو مجھے وفات دے دے۔حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ان کا زخم کھل گیا حالانکہ آپؓ تندرست ہو چکے تھے اور اس زخم کا معمولی نشان باقی رہ گیا تھا اور وہ اپنے خیمے میں واپس آ گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے لگوایا تھا۔حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مَیں حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز کو حضرت ابوبکرؓ کے رونے کی آواز سے الگ پہچان رہی تھی جبکہ مَیں اپنے حجرے میں تھی۔یعنی اس وقت جب حضرت سعدؓ کی نزع کی کیفیت طاری ہوئی، تو یہ دونوں رو رہے تھے۔ میں اپنے حجرے میں تھی اور وہ ایسے ہی تھے جیسے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30) یعنی آپس میں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرنے والے ہیں۔

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۹ مسند عائشہ روایت ۲۵۶۱۰۔ عالم الکتب ۱۹۹۸ء)

صلح حدیبیہ

کے حوالے سے لکھا ہے جیسا کہ گذشتہ خطبات میں ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اس خواب کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ ذوالقعدہ چھ ہجری کے شروع میں پیر کے دن بوقت صبح مدینہ سے عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صفحہ 749-750)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کفارِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کی تیاری کر لی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم تو محض عمرے کے لیے آئے ہیں ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنی منزل کی طرف جائیں۔ اگر کوئی ہمیں بیت اللہ سے روکنے کی کوشش کرے گا تو ہم اس سے لڑائی کریں گے۔

(ماخوذ از سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۵ صفحہ ۳۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قریش کی طرف سے باہم گفت و شنید کے لیے وفود کا سلسلہ شروع ہوا

توعُرُوہ آپؐ کے پاس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے۔عروہ نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتاؤ تو سہی اگر تم نے اپنی قوم کو بالکل نابود کر دیا تو کیا تم نے عربوں میں سے کسی عرب کی نسبت سنا ہے جس نے تم سے پہلے اپنے ہی لوگوں کو تباہ کر دیا ہو؟ اور اگر دوسری بات ہو یعنی قریش غالب ہوئے تو اللہ کی قَسم! میں تمہارے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو اِدھر اُدھر سے اکٹھے ہو گئے ہیں وہ بھاگ جائیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ نے عُروہ بن مسعود سے نہایت سخت الفاظ میں کہا کہ جاؤ جاؤ جا کر اپنے بت لات کو چومتے پھرو یعنی اس کی پوجا کرو۔ اس پر عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو بکرؓ۔عُروہ نے کہا دیکھو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا مَیں نے ابھی تک تمہیں بدلہ نہیں دیا تو میں اس کا تمہیں جواب دیتا۔حضرت ابو بکرؓ کا احسان یہ تھا کہ ایک معاملے میں عُروہ پر دیت جب واجب ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے دس گابھن اونٹنیوں کے ساتھ اس کی مدد کی تھی۔ بہر حال عُروہ نے یہ کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں شروع کر دیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کا معاہدہ ہو رہا تھا۔حضرت عمر بن خطابؓ کہتے تھے کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا آپ سچ مچ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر ہم اپنے دین سے متعلق ذلت آمیز شرطیں کیوں مانیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ وہ میری مدد کرے گا۔یعنی اگر میں شرطیں مان رہا ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں ہے۔فرمایا کہ وہ میری مدد کرے گا۔ میں نے کہا یعنی حضرت عمرؓ نے کہا۔کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: بے شک میں نے کہا تھا اور کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ اسی سال پہنچیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ پہنچیں گے۔حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ میں نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر بیت اللہ ضرور پہنچو گے اور اس کا طواف بھی کرو گے۔

حضرت عمرؓ کہتے تھے یہ سن کر میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا۔ ابو بکرؓ! کیا حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا ہم اپنے دین سے متعلق ذلت آمیز شرط کیوں قبول کریں؟ اس وقت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مردِ خدا! بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنے رب کی نافرمانی نہیں کیا کرتا اور اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تقریباً وہی الفاظ دہرائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طے فرمودہ معاہدے کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اللہ کی قسم! آپؐ یقیناً حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم ضرور بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بیشک۔ کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا تھا کہ تم اسی سال وہاں پہنچو گے؟ حضرت عمرؓ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا نہیں۔ تو اس پر حضرت ابو بکرؓ نے کہا پھر تم ضرور وہاں پہنچو گے اور اس کا طواف ضرور کرو گے۔ زُہری نے کہا کہ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مَیں نے اس غلطی کی وجہ سے بطور کفارہ کئی نیک عمل کئے۔ (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِی الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ حدیث نمبر ۲۷۳۱-۲۷۳۲) (ماخوذ از عمدۃ القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۶ دار احیاء التراث العربی بیروت) یہ بخاری میں سے لیا گیا ہے۔

اسی صلح حدیبیہ کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ آپؐ نے اس کے سامنے اپنی وہی تقریر دوہرائی جو اس سے قبل آپؐ بُدَیل بن وَرْقَا کے سامنے فرما چکے تھے۔ عُروہ اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے ساتھ متفق تھا مگر قریش کی سفارت کا حق ادا کرنے اور ان کے حق میں زیادہ سے زیادہ شرائط محفوظ کرانے کی غرض سے کہنے لگا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپؐ نے اس جنگ میں اپنی قوم کو ملیا میٹ کر دیا تو کیا آپؐ نے عربوں میں کسی ایسے آدمی کا نام سنا ہے جس نے آپؐ سے پہلے ایسا ظلم ڈھایا ہو لیکن اگر بات دگرگوں ہوئی یعنی قریش کو غلبہ ہو گیا تو خدا کی قسم! مجھے آپؐ کے ارد گرد ایسے منہ نظر آ رہے ہیں کہ انہیں بھاگتے ہوئے دیر نہیں لگے گی اور یہ سب لوگ آپ کا

ساتھ چھوڑ دیں گے۔حضرت ابوبکرؓ جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے تھے عروہ کے یہ الفاظ سن کرغصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے جاؤ جاؤ اور لات کو، یعنی اُن کا بت جو لات ہے، اس کو چومتے پھرو۔ کیا ہم خدا کے رسول کو چھوڑ جائیں گے؟ لات بت جو تھا وہ قبیلہ بنو ثقیف کا ایک مشہور بت تھا۔حضرت ابوبکرؓ کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگ بت پرست ہو اور ہم لوگ خدا پرست ہیں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم تو بتوں کی خاطر صبر و ثبات دکھاؤ اور ہم خدا پر ایمان لاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔عروہ نے طیش میں آ کر پوچھا یہ کون شخص ہے جو اس طرح میری بات کاٹتا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں۔ ابوبکر کا نام سن کر عروہ کی آنکھیں شرم سے نیچی ہوگئیں۔ کہنے لگا اے ابوبکرؓ! اگر میرے سر پر تمہارا ایک بھاری احسان نہ ہوتا۔ یہاں بھی یہی ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دفعہ اس کا قرض ادا کر کے اس کی جان چھڑائی تھی۔ تو خدا کی قسم میں تمہیں اس وقت بتاتا کہ ایسی بات کا جو تم نے کہی ہے کس طرح جواب دیتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صفحہ 756،757)

بخاری کے ایک حوالے میں درج ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کا معاہدہ ہو رہا تھا اور شرائط طے پا چکی تھیں۔ اس وقت حضرت ابو جَندل جو کہ سُہَیل بن عَمرو کے بیٹے تھے اپنی زنجیروں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ سُہَیل بن عَمرو نے جو مکہ کی طرف سے بطور سفیر آئے تھے اس نے ان کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قریش کو واپس کر دیا۔

(ماخوذ از صحیح بخاری کتاب الشروط بَابُ الشُّرُوطِ فِی الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ حدیث نمبر۲۷۳۱-۲۷۳۲)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کی کچھ تفصیل بیان کی ہے اور اس میں اس واقعہ کا بھی ذکر ہے جو حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کرتے ہوئے کیا تھا کہ اگر آپؐ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو پھر ہم یوں نیچے لگ کر بات کیوں کریں۔ بہرحال اس کی تفصیل یہ ہے یعنی ابوجندل کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس پر حضرت عمرؓ نے یہ بات کی۔

''مسلمان یہ نظارہ دیکھ رہے تھے'' ابوجندل سے زیادتی کا ''اور مذہبی غیرت سے ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سہم کر خاموش تھے۔ آخر حضرت عمرؓ سے نہ

رہا گیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا۔ کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ہوں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے حضرت عمرؓ کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا۔ دیکھو عمر! میں خدا کا رسول ہوں اور میں خدا کی منشاء کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے مگر حضرت عمرؓ کی طبیعت کا تلاطم لحظہ بلحظہ بڑھ رہا تھا۔ کہنے لگے کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے ضرور کہا تھا مگر کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہوگا؟ عمرؓ نے کہا نہیں ایسا تو نہیں کہا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر انتظار کرو۔ تم ان شاءاللہ ضرور مکہ میں داخل ہوگے اور کعبہ کا طواف کروگے۔ مگر اس جوش کے عالم میں حضرت عمرؓ کی تسلی نہیں ہوئی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص رعب تھا اس لئے حضرت عمرؓ وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی قسم کے جواب دئے مگر ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا

دیکھو عمر سنبھل کر رہو۔ رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دینا کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہرحال سچا ہے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اپنے جوش میں یہ ساری باتیں کہہ تو گیا مگر بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لئے بہت سے نفلی اعمال بجالایا۔ یعنی صدقے کئے۔ روزے رکھے۔ نفلی نمازیں پڑھیں اور غلام آزاد کئے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دھل جائے۔"

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 767-768)

حضرت مصلح موعودؓ صلح حدیبیہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کے طواف کے لئے تشریف لے گئے تو کفار مکہ نے خبر پاکر اپنے ایک سردار کو آپؐ کی طرف روانہ کیا کہ وہ جاکر کہے کہ اس سال آپؐ طواف کے لئے نہ آئیں۔ وہ سردار

آپ کے پاس پہنچا اور بات چیت کرنے لگا۔ بات کرتے وقت اس نے آپ کی ریشِ مبارک کو ہاتھ لگایا کہ آپ اس دفعہ طواف نہ کریں اور کسی اگلے سال پر ملتوی کر دیں۔'' حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''ایشیاء کے لوگوں میں دستور ہے کہ جب وہ کسی سے بات منوانا چاہتے ہوں تو منّت کے طور پر دوسرے کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے ہیں یا اپنی داڑھی کو ہاتھ لگا کر کہتے ہیں کہ دیکھو! میں بزرگ ہوں اور قوم کا سردار ہوں میری بات مان جاؤ۔ چنانچہ اس سردار نے بھی منّت کے طور پر آپ کی داڑھی کو ہاتھ لگایا۔ یہ دیکھ کر ایک صحابی آگے بڑھے اور اپنی تلوار کا ہتھا مار کر سردار سے کہا اپنے ناپاک ہاتھ پیچھے ہٹاؤ۔ سردار نے تلوار کا ہتھا مارنے والے کو پہچان کر کہا تم وہی ہو جس پر میں نے فلاں موقع پر احسان کیا تھا۔ یہ سن کر وہ صحابی خاموش ہو گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ سردار نے پھر منّت کے طور پر آپ کی داڑھی کو ہاتھ لگایا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں اس سردار کے اس طرح ہاتھ لگانے پر سخت غصہ آ رہا تھا مگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا شخص نظر نہ آتا تھا جس پر اس سردار کا احسان نہ ہو اور اس وقت ہمارا دل چاہتا تھا کہ کاش! ہم میں سے کوئی ایسا شخص ہوتا جس پر اس سردار کا کوئی احسان نہ ہو۔ اتنے میں ایک شخص ہم میں سے آگے بڑھا جو سر سے پاؤں تک خود اور زِرہ میں لپٹا ہوا تھا اور بڑے جوش کے ساتھ سردار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ہٹا لو اپنا ناپاک ہاتھ۔ یہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔'' جنہوں نے یہ کہا تھا۔ ''سردار نے جب ان کو پہچانا تو کہا ہاں میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔''

(ہندوستانی الجھنوں کا آسان ترین حل، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 560)

ذوالقعدہ چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس معاہدے کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے فریقین کے متعدد معززین نے ان پر اپنے دستخط کیے۔ مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ تھے۔ یہ سیرت خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 769)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد ۵ صفحہ ۶۴ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۳ء)

سریہ حضرت ابو بکرؓ بطرف بنُو فزَارَہ

اس کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ سریہ چھ ہجری میں ہوا ہے۔ بنو فَزَارَہ نَجد اور وادِی القُریٰ میں آباد تھے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 64 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

طبقات الکبریٰ میں اور سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ یہ سریہ حضرت زید بن حارثہؓ کی کمان میں بھیجا گیا تھا۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ جزء ۲ صفحہ ۶۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۷ء)

(ماخوذ از السیرة النبویه لابن هشام صفحه ۸۷۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

لیکن صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو اس سریہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اِیَاس بن سَلَمہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فَزَارَہ قبیلہ سے جنگ کی اور ہمارے امیر حضرت ابو بکرؓ تھے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر امیر بنایا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الجهاد و السیر باب التنفیل و فداء المسلمین بالاساری حدیث ۴۵۷۳)

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب الرخصة فی المدرکین یفرق بینهم حدیث ۲۶۹۷)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس سریہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان فرمایا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کا ایک دستہ حضرت ابو بکرؓ کی کمان میں بنو فَزَارَہ کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار تھا اور اس دستہ میں سَلَمہ بن اَکْوَعْ بھی شامل ہوئے جو مشہور تیرانداز اور دوڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ سَلَمہ بن اَکْوَع بیان کرتے ہیں کہ ہم صبح کی نماز کے قریب اس قبیلہ کی قرارگاہ کے پاس پہنچے اور جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے ہمیں حملہ کا حکم دیا۔ ہم قبیلہ فَزَارہ سے لڑتے ہوئے ان کے چشمہ تک جا پہنچے اور مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے جس کے بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ہم نے کئی آدمی قید کر لئے۔ سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ بھاگنے والے لوگوں میں سے ایک پارٹی بچوں اور عورتوں کی تھی جو جلدی جلدی ایک قریب کی پہاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میں نے ان کے اور پہاڑی کے درمیان تیر پھینکنے شروع کر دیئے۔ جس پر یہ پارٹی خائف ہو کر کھڑی ہوگئی اور ہم نے انہیں قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں

ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی جس نے اپنے اوپر سرخ چمڑے کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کی ایک خوبصورت لڑکی بھی اس کے ساتھ تھی۔ میں ان سب کو گھیر کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس لے آیا اور آپؓ نے یہ لڑکی میری نگرانی میں دے دی۔ پھر جب ہم مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ لڑکی لے لی اور اسے مکہ بھجوا کر اس کے عوض میں بعض ان مسلمان قیدیوں کی رہائی حاصل کی جو اہل مکہ کے پاس محبوس تھے۔'' (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 716-717) جن کو اہل مکہ نے قید کیا ہوا تھا۔ اس لڑکی کے عوض ان کو چھڑوایا۔

غزوۂ خیبر

کے بارے میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم سات ہجری میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ خیبر ایک نخلستان ہے جو مدینہ منورہ سے ایک سو چوراسی کلو میٹر شمال میں واقع ہے۔ یہاں ایک آتش فشانی چٹانوں کا سلسلہ ہے۔ یہاں یہود کے بہت سے قلعے تھے جن میں سے بعض کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ ان قلعوں کو مسلمانوں نے غزوۂ خیبر میں فتح کیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز اور یہود کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مدینہ پر سِبَاعُ بن عُرْفُطَہ غِفَارِی کو امیر مقرر کیا۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ ذکر الاحداث الکائنۃ فی سنۃ سبع من الھجرۃ غزوہ خیبر دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

(اٹلس سیرت نبوی از ڈاکٹر شوقی ابو خلیل صفحہ 330 دار السلام)

(فرہنگ سیرت صفحہ 117 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

خیبر میں قلعوں کا محاصرہ دس سے زائد راتیں رہا۔

(المواھب اللدنّیہ جلد ۱ صفحہ ۵۱۷ غزوہ خیبر المکتب الاسلامی ۲۰۰۴ء)

حضرت بُرَیدَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دردِ شقیقہ ہو جاتا تھا تو آپؐ ایک یا دو دن باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ پس جب آپؐ خیبر میں اترے تو آپؐ کو درد شقیقہ ہو گیا تو آپؐ لوگوں میں تشریف نہ لائے۔ سر درد ہوتی ہے جسے درد شقیقہ، Migraine کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کَتِیبَہ کے قلعوں کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لیا اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور سخت قتال کیا۔ پھر واپس آ گئے اور فتح نہ ہوئی حالانکہ انہوں نے بہت کوشش کی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے بھی آپؐ کا جھنڈا لیا اور سخت قتال کیا اور یہ پہلے قتال سے بھی زیادہ سخت تھا۔ پھر آپؓ بھی

واپس لوٹ آئے لیکن فتح نہ ہوئی۔
(سبل الھدیٰ و الرشاد جزء ۵ صفحہ ۱۲۴ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۳ء)

تاریخ وسیرت کی اکثر کتب میں یہی ملتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو یکے بعد دیگرے امیر لشکر بنایا گیا تھا لیکن ان کے ہاتھ سے قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ البتہ ایک کتاب ہے جس کا نام ''سید ناصدیقِ اکبر'' ہے۔ یہ لاہور سے فروری 2010ء میں شائع ہوئی تھی۔ ہماری تحقیق کرنے والوں نے اس کو دیکھ کر مجھے لکھا ہے۔ اس میں مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ سے وہ قلعہ فتح ہوا تھا لیکن اس نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ بہر حال مصنف لکھتا ہے کہ ایک قلعہ کی فتح کے لیے حضرت ابو بکرؓ امیر لشکر ہو کر گئے جو آپؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ دوسرے قلعہ پر حضرت عمرؓ کو مقرر کیا گیا وہ بھی کامیاب ہوئے۔ تیسرے قلعہ کو سر کرنے کی مہم محمد بن مَسْلَمہؓ کے سپرد ہوئی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح میں ایسے شخص کو امیر لشکر بنا کر عَلَم دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو بہت دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہوگا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو عَلَم عنایت ہوا اور قلع قَمُوْص فتح ہوا۔
(سید ناصدیق اکبرؓ صفحہ 49 از الحاج حکیم غلام نبی ایم۔ اے مطبوعہ ادبیات لاہور)

ایک روایت غزوۂ خیبر کے حوالے سے واقدی کی ہے۔ کیونکہ لوگ اس کی تاریخ بھی پڑھتے ہیں اس لیے ذکر کر دیتا ہوں لیکن ضروری نہیں کہ یہ سو فیصد صحیح ہو۔ بہر حال وہ لکھتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت حُبَاب بن مُنْذِرؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہود کھجور کے درخت کو اپنی جوان اولاد سے بھی زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ آپ ان کے کھجور کے درخت کاٹ دیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے درخت کاٹنے کا ارشاد فرمایا اور مسلمانوں نے تیزی سے کھجوروں کے درخت کاٹنے شروع کیے۔ یہاں تک جو یہ بیان ہے وہ سو فیصد قابل قبول نہیں ہوسکتا لیکن بہر حال یہ اگلا حصہ صحیح لگتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت ابو بکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً اللہ عز وجل نے آپؐ سے خیبر کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے جو اس نے آپؐ سے کیا ہے۔ آپؐ کھجور کے درخت نہ کاٹیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا اور کھجوروں کے درخت کاٹنے سے منع کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ باب غزوہ خیبر دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر پر فتح نصیب فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی ایک خاص وادی کَتِیْبَہ کو اپنے قرابت داروں اور اپنے خاندان کی عورتوں اور مسلمانوں کے مردوں اور عورتوں میں تقسیم فرمایا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر رشتہ داروں کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں۔

(ماخوذ از السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۷۰۰ ذکر مقاسم خیبر و اموالھا۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلو کا ہوتا ہے۔ (لغات الحدیث جلد 4 صفحہ 487 و جلد 2 صفحہ 648) اس طرح تقریباً تین سو پچھتر من غلہ بنتا ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے حصہ میں آیا۔

سَرِیَّہ حضرت ابوبکر بطرف نَجْد

اس کے بارے میں لکھا ہے کہ نجد ایک نیم صحرائی لیکن شاداب خطہ ہے۔ اس میں متعدد وادیاں اور پہاڑ ہیں۔ یہ جنوب میں یمن، شمال میں صحرائے شام اور عراق تک جا پہنچتا ہے۔ اس کے مغرب میں صحرائے حجاز واقع ہے۔ یہ علاقہ سطح زمین سے بارہ سو میٹر بلند ہے۔ اس بلندی کی بنا پر اس کو نَجد کہتے ہیں۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 297 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء)

نَجْد میں بَنُو کِلَاب مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو ان کی سرکوبی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھیجا۔ یہ سریہ شعبان سات ہجری میں ہوا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا اور ہم لوگوں پر ان کو امیر بنایا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد سریۃ ابوبکر الی بنی کلاب بنجد جلد ۶ صفحہ ۱۳۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳)

ابوسفیان صلح حدیبیہ کے بعد جب مکہ آیا

تو اس کے بارے میں لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جب بنو بکر نے جو قریش کے حلیف تھے، مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خُزَاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں سے بنو بکر کی مدد بھی کی اور صلح حدیبیہ کی شرائط کا پاس نہ کیا اور بڑے غرور اور تکبر سے کہہ دیا کہ ہم کسی معاہدے کو نہیں مانتے تو اس وقت ابوسفیان مدینہ میں آیا اور صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید چاہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں

دیا۔ پھر وہ ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان سے بات کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں لیکن انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ پھر جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے وہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ بہر حال وہ ناکام لوٹا۔

(ماخوذ از سیرت ابن ھشام صفحہ ۷۳۴-۷۳۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

(شرح زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۷۹-۳۸۰ دار الکتب العلمیة بیروت)

غزوۂ فتح مکہ، اس غزوہ کو غَزْوَةُ الْفَتْحِ الاعْظَم بھی کہتے ہیں۔

(شرح زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ دار الکتب العلمیة بیروت)

غزوۂ مکہ رمضان آٹھ ہجری میں ہوا۔ تاریخ طبری میں بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا میرا سامان بھی تیار کر دو۔ حضرت ابو بکرؓ اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کے پاس داخل ہوئے، ان کے گھر گئے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کو تیار کر رہی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا اے میری بیٹی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کچھ ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان تیار کرو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کہاں جانے کا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا میں بالکل نہیں جانتی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور آپؐ نے انہیں فوراً انتظام کرنے اور تیار ہونے کا ارشاد فرمایا اور دعا کی کہ

اے اللہ! قریش کے جاسوسوں کو اور ان کے مخبروں کو روکے رکھ
یہاں تک کہ ہم ان لوگوں کو ان کے علاقوں میں اچانک پالیں۔

اس پر لوگوں نے تیاری شروع کر دی۔

(تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری ذکر الخبر عن فتح مکہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

اس واقعہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے سیرت حَلَبِیَّہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ حضرت عائشہؓ سے استفسار فرما رہے تھے تو اسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے سفر کا ارادہ فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ہاں۔ توحضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا تو پھر مَیں بھی تیاری کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ! آپ نے کہاں کا ارادہ فرمایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا قریش کے مقابلہ کا مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ابو بکر اس بات کو ابھی پوشیدہ ہی رکھنا۔غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے بے خبر رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا قریش اور ہمارے درمیان ابھی معاہدے اور صلح کی مدت باقی نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مگر انہوں نے غداری کی ہے اور معاہدے کو توڑ دیا ہے مگر مَیں نے تم سے جو کچھ کہا ہے اس کو راز ہی رکھنا۔

ایک روایت میں یوں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپؐ نے کسی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔حضرت ابو بکرؓ نے کہا شاید آپ بنو اَصْفَر یعنی رومیوں کی طرف کوچ کا ارادہ فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا تو کیا پھر نَجْد کی طرف کوچ کا ارادہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔حضرت ابو بکرؓ نے کہا پھر شاید آپ قریش کی طرف روانگی کا ارادہ فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مگر آپ کے اور ان کے درمیان تو ابھی صلح نامہ کی مدت باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے بنو کعب یعنی بنو خُزاعہ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہات اور اردگرد کے مسلمانوں میں پیغامات بھجوائے اور ان سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان کے مہینہ میں مدینہ حاضر ہو جائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے مطابق قبائل عرب مدینہ آنے شروع ہو گئے۔ جو قبائل مدینہ پہنچے ان میں بنو اسلم، بنو غِفَار، بنو مُزَیْنَہ، بنو اشْجَعْ اور بنو جُھَیْنَہ تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! قریش کے مخبروں اور جاسوسوں کو روک دے یہاں تک کہ ہم ان لوگوں پر ان کے علاقے میں اچانک جا پہنچیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام راستوں پر نگرانی کرنے

والی جماعتیں بٹھادیں تا کہ ہر آنے جانے والے کے متعلق پتا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جو کوئی بھی انجان شخص تمہارے پاس سے گزرے تو اسے روک دینا تا کہ قریش کو مسلمانوں کی تیاری کا علم نہ ہو سکے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد ۳ صفحہ ۱۰۷-۱۰۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۲)

اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی سے کہا کہ میرا سامانِ سفر باندھنا شروع کرو۔ انہوں نے رختِ سفر باندھنا شروع کیا اور حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میرے لیے ستّو وغیرہ یا دانے وغیرہ بھون کر تیار کرو۔ اِسی قسم کی غذائیں ان دنوں میں ہوتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے مٹی وغیرہ پھٹک کر دانوں سے نکالنی شروع کی۔ حضرت ابوبکرؓ گھر میں بیٹی کے پاس آئے اور انہوں نے یہ تیاری دیکھی تو پوچھا عائشہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا رسول اللہؐ کسی سفر کی تیاری میں ہیں؟ کہنے لگیں سفر کی تیاری ہی معلوم ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی تیاری کے لیے کہا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس پر کہا کوئی لڑائی کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا سامانِ سفر تیار کرو اور ہم ایسا کر رہے ہیں۔ دو تین دن کے بعد آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا دیکھو تمہیں پتہ ہے خُزَاعہ کے آدمی اس طرح آئے تھے اور پھر بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور مجھے خدا نے اِس واقعہ کی پہلے سے خبر دے دی تھی کہ انہوں نے غداری کی ہے اور ہم نے ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اب یہ ایمان کے خلاف ہے کہ ہم ڈر جائیں اور مکہ والوں کی بہادری اور طاقت دیکھ کر ان کے مقابلہ کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ تو ہم نے وہاں جانا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! آپ نے تو ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپؐ کی اپنی قوم ہے۔ مطلب یہ تھا کہ کیا آپؐ اپنی قوم کو ماریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے۔ معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ بسم اللہ مَیں تو روز دعائیں کیا کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابوبکر بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قولِ صادق عمرؓ کی زبان سے زیادہ جاری ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیاری کرو۔ پھر آپؐ نے ارد گرد کے قبائل کو اعلان بھجوایا کہ ہر شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان کے ابتدائی دنوں میں مدینہ میں جمع ہو جائے۔ چنانچہ لشکر جمع ہونے شروع ہوئے اور کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور آپؐ لڑنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپؐ نے فرمایا اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مکہ والوں کے کانوں کو بہرا کر دے اور ان کے جاسوسوں کو اندھا کر دے۔ نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ ان کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ چنانچہ آپؐ نکلے مدینہ میں سینکڑوں منافق موجود تھے لیکن دس ہزار کا لشکر مدینہ سے نکلتا ہے اور کوئی اطلاع تک مکہ میں نہیں پہنچتی۔ (ماخوذ از سیر روحانی (7)، انوار العلوم جلد 24 صفحہ 260 تا 262) یہ اللہ تعالیٰ کے کام تھے۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا قافلہ عشاء کے وقت مَرُّ الظَّهرَان میں اترا۔ مرالظہران مکہ سے مدینہ کے راستے پر پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یعنی پچیس کلومیٹر مکہ سے دور تھا۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ قریش کو آپؐ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی۔ وہ غمگین تھے کیونکہ انہیں یہ ڈر تھا آپؐ ان سے جنگ کریں گے۔ یہ خیال تھا ان کا۔ خبر تو نہیں پہنچی لیکن یہ خیال تھا کہ قریش کی جنگ اب ضرور ہو گی۔ اس بات کا ان کو غم تھا۔ بہر حال لگتا ہے یہاں غلط لکھا گیا ہے روانگی کی خبر ان کو پہنچ گئی۔ یہاں پہنچنے کے بعد خبر پہنچی ہو گی۔ تو جب یہ قافلہ وہاں ٹھہر گیا اور دس ہزار جگہوں پر آگ روشن ہو گئی تو قریش نے ابوسفیان کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے۔ انہوں نے کہا اگر تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو ہمارے لیے ان سے امان لے لینا۔ ابوسفیان بن حَرب، حکیم بن حِزَام اور بُدَیل بن وَرْقَاء روانہ ہوئے۔ جب انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات پہرے پر حضرت عمرؓ کو نگران مقرر فرمایا۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا کہ ابو حَنْظَلَہ، یہ ابوسفیان کی کنیت ہے، اس نے کہا لبیک۔ یہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ ابوسفیان نے حضرت عباسؓ سے پوچھا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عباسؓ نے اسے پناہ دی۔ اسے اور اس کے دونوں

ساتھیوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ تینوں اسلام لے آئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ غزوہ رسول اللہ عام الفتح دارالکتب العلمیۃ ۲۰۱۷ء)

(اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 396 مکتبہ دار السلام)

ابھی اس کا تسلسل آگے جاری ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 فروری 2022ء صفحہ 5 تا 9)